ڈاکٹر اختر علی

اسلامی تہذیب کے مطالعوں میں سید سلیمان ندوی کا کردار

سیّد سلیمان ندوی (۱۸۸۴ء - ۱۹۵۳ء) ایک ہمہ گیر، پہلودار اور جامع شخصیت کے مالک تھے، وہ بیک وقت سیرت نویس، سوانح نگار، مورخ، محقق، نقاد، شاعر، ادیب، صحافی، ماہر لسانیات، خطیب، مفکر، واعظ، معلم، محدث اور مفسر قرآن تھے۔ تمام دینی اور اسلامی علوم میں اُنھیں درک حاصل تھا۔ تاریخ اور تحقیق ان کے خاص موضوع تھے۔ مگر ان سب کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے اسلامی تہذیب و ثقافت اور مسلمانوں کے علمی و تمدنی کارناموں کی محققانہ مرقع کشی اِن کی تصانیف اور مقالات و مضامین اسی موضوع کے گرد گھومتے ہیں۔

سیّد صاحب نے سولہ سترہ برس کی عمر میں اسلامی تہذیب و ثقافت سے متعلق لکھنا شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک عظیم شخصیت کے روپ میں ہمارے سامنے آئے۔ ان کی ہر دلعزیزی اور عظمت کا یہ عالم تھا کہ اکثر لوگوں نے ان کی شخصیت اور علمی و ادبی اور دینی و اسلامی خدمات پر ان کی زندگی ہی میں لکھا، لیکن ان کی وفات کے بعد یہ سلسلہ تیز تر ہوگیا۔ ان کی یاد میں رسائل کے نمبر شائع ہوئے اور لکھنے والوں نے ان کی ان خدمات کے صلے میں ہزاروں صفحات لکھے۔

سیّد صاحب کی وہ تصانیف جو اسلام کی تہذیبی اقدار کی آئینہ دار ہیں یہ ہیں: سیرت النبی جلد اوّل تا ہفتم، خطباتِ مدراس، رحمتِ عالمؐ، حیاتِ مالکؒ، سیرتِ عائشہؓ، خیام، حیاتِ شبلی، ارض القرآن (جلد اوّل و دوم) عرب و ہند کے تعلقات، عربوں کی جہاز رانی، سیر افغانستان، یادِ رفتگان، دروس الادب حصہ اوّل و دوم (عربی)، لغاتِ جدیدہ (عربی) دُنیائے اسلام اور مسئلہ خلافت، خلافت عثمانیہ اور دنیائے اسلام، خلافت اور ہندوستان، خواتینِ اسلام کی بہادری، مسئلہ حجاز رپورٹ خلافت وفد، ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا، جوازِ عکسی تصاویر کی شرعی بحث، مسلمانوں کی آئندہ تعلیم، نقوشِ سلیمانی، حکیم الامت کے آثار علمیہ، حکومتِ الٰہیہ کے قیام کی دعوت، فلسفۂ ایمان، خدا کی حاکمیت، مضامین

سید سلیمان ندوی، الحریت فی الاسلام، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، برید فرنگ، ہندوؤں کی تعلیم مسلمانوں کے عہد میں، اشتراکیت اور اسلام، نکاتِ سورہ فاتحہ (افادات)، مقالات سلیمان حصہ اوّل تا سوم، رسولِ وحدت، حقیقت الحج، دینِ فطرت اور ارمغانِ سلیمان۔

سید صاحب نے ان تصانیف میں اسلام کی ثقافتی اور تہذیبی اقدار کا بہترین انداز سے احاطہ کیا ہے۔ اس موقع پر ان کتابوں کے متن کا مختصر طور پر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ **سیرت النبیؐ جلد اوّل:**۔ اصل میں یہ علامہ شبلی کی تصنیف ہے، لیکن اُسے سید سلیمان ندوی نے مرتب کیا۔ اس میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے لے کر غزوات کے سلسلے کے اختتام تک کا بیان ہے۔ رسولِ اکرم پر تعدد ازدواج کے متعلق جو اعتراضات کیے گئے، علامہ شبلی نے ان کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور تحقیق کے ساتھ ان اعتراضات کے جوابات دیے ہیں۔ غزوات اور سرایا پر مکمل طور پر تفصیلی تبصرہ کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ان لڑائیوں سے اسلام کا مقصد قتل وغارت اور ہوس مُلک گیری ہرگز نہیں، بلکہ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عظمت و برتری ثابت کرنا، اسلام کی پُرامن تبلیغ کرنا اور امن وامان کا پرچار کرنا اور اس کا قائم کرنا ہے۔ کتاب کے شروع میں دو مقدمے ہیں، پہلے مقدمے میں علامہ شبلی نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی اہمیت اور ضرورت کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ سیرت نگاری کی تاریخ مختصر طور پر بیان کی ہے، اور سیرت کے قدیم ماخذوں کا جائزہ لے کر سیرت، مغازی اور تاریخ کی روایات کو رد یا قبول کرنے کے سلسلے میں بحث کی ہے۔ مقدمے کے آخر میں یورپین مصنفین کی لکھی ہوئی سیرتوں کا جائزہ لیا گیا اور ان پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

کتاب کے دوسرے مقدمے میں شبلی نے ملکِ عرب کی وجہ تسمیہ، اس کا جغرافیہ، اس کی قدیم تاریخ کے ماخذ، عرب کے قبائل، عرب کی قدیم حکومتوں، ان کی تہذیب و ثقافت اور مذاہب و اعتقادات سے بحث کی ہے۔ اگرچہ یہ تصنیف علامہ شبلی کی ہے لیکن سید صاحب کو اس کی ترتیب و تدوین میں اصل مصنف کی طرح محنت و کاوش سے کام لینا پڑا ہے۔

اس کتاب میں بڑے بڑے عنوانات یہ ہیں: مقدمہ (فنِ روایت)، مقدمہ (تاریخ عرب قبل اسلام) سیرت النبی (سلسلۂ نسب) ظہور قدسی، آفتابِ رسالت کا طلوع، ہجرت، تحویل قبلہ و آغازِ غزوات، غزوۂ احد، سلسلۂ غزوات و سرایا، یہودیوں کے ساتھ معاہدہ اور جنگ، غزوۂ

مریسیع ، واقعہ افک وغزوۂ احزاب ، صلح حدیبیہ ، بیعت رضوان ، سلاطین کو دعوتِ اسلام ، خیبر ، ادائے عمرہ ، غزوہ موتہ ، فتح مکہ ، غزوہ حنین و اوطاس وطائف ، ایلا اور تخییر ، غزوہ تبوک ، مسجدِ ضرار ، حج الاسلام اور غزوات پر دوبارہ نظر وغیرہ ۔

جلد دوم :۔ یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف ہے ، مگر اسے بھی سید سلیمان ندوی نے مرتب کیا ۔ یہ جلد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری تین سال (۹ھ تا ۱۱ھ) کے کارناموں اور واقعات پر محیط ہے ۔ اس میں نبوت کی تین سالہ پُر امن زندگی کی تاریخ بیان کی گئی ہے ، اس کے ساتھ ساتھ رسول پاک کے اخلاق وعادات کی تفصیل اور اولاد و ازواج کا مختصر تذکرہ کیا گیا ہے ۔ سید صاحب نے اس جلد کی ترتیب و تدوین میں بھی بہت زیادہ محنت اور کاوش سے کام لیا ہے ۔ اگرچہ یہ تصنیف بھی شبلی نعمانی کی ہے ، مگر سید صاحب کی حیثیت بھی کسی طرح اس کے مصنّف سے کم نہیں ، کیونکہ شبلی کی وفات کے بعد جب انھیں اس جلد کا مسودہ ملا تو اسے دیکھنے کے بعد اُنھوں نے یہ محسوس کیا کہ اس کے بہت سے مقامات پر اضافے کی ضرورت ہے ، کئی مقامات بالکل نئے سرے سے لکھے جائیں گے ۔ اور بہت سے حواشی لکھنے کی ضرورت ہوگی ، مگر استاد کی تحریر میں اس قسم کا اضافہ اور ترمیم کرتے ہوئے احتراماً ان کا حوصلہ نہیں پڑتا تھا ۔ اتفاقاً اُنھیں علامہ شبلی کی ایک تحریر مل گئی جو اس جلد کی تکمیل کا باعث بنی ۔ اس تحریر کو پیش نظر رکھ کر اپنے تخیّل سے کام لیتے ہوئے اس جلد کو اس مقام پر پہنچا دیا جہاں علامہ شبلی پہنچانا چاہتے تھے ، جو ترامیم اور اضافے اس جلد میں کیے گئے ان کا تذکرہ بھی سید صاحب نے اس کے دیباچے میں کر دیا ہے ۔

اس جلد میں پیش کیے گئے اہم عنوانات یہ ہیں ۔ اسلام کی امن کی زندگی ، ۱۰ ہجری سالِ آخر ، حجۃ الوداع ، اختتامِ فرضِ نبوت ، ۱۱ ہجری وفات ، متروکات ، شمائل ، معمولات ، مجالس نبوی ، خطابتِ نبوی ، عباداتِ نبوی ، اخلاقِ نبوی ، ازواجِ مطہرات ، اولاد اور ازواجِ مطہرات کے ساتھ برتاؤ وغیرہ ۔ سیرت کی جلدوں کا اسلامی ادب میں اہم مقام ہے ، سیرت النبی کی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر ڈاکٹر سید عبداللہ کی یہ رائے ہے کہ یہ کتاب " اپنے فن پر تمام اردو ادب میں ایک دقیق ترین تحقیقی دستاویز ہے ۔" [۱] اسی سلسلے میں اختر وقار عظیم لکھتے ہیں " آج تک سیرت النبیؐ سے زیادہ

---

[۱] سر سید اور اُن کے نامور رفقا کی نثر کا فکری وفنی تجزیہ ، طبع دوم ، لاہور ۱۹۶۵ء ص ۱۴۱

محققانہ، عمدہ اور جامع المعلومات کتاب رسولِ کریمؐ پر نہیں لکھی گئی۔ ۵۲

جلد سوم: سیرت النبی کی پہلی دو جلدیں علامہ شبلی کی تصنیف تھیں۔ سیرت کی تیسری جلد سے سیدؒ صاحب کی سیرت کی تصانیف کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پہلی دو جلدوں میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح حیات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی تھی۔ مگر سیدؒ صاحب کی باقی پانچ جلدوں میں تفصیل سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا والوں کو صحیح انسان اور اللہ کے خاص بندے بنانے کے لیے اپنے ساتھ کیا لائے تھے۔ یعنی ان کی تعلیمات اور پیغامات کیا تھے۔ یہ جلد دلائل اور معجزات پر مشتمل ہے۔ اس میں ان موضوعات پر قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے دادِ تحقیق دی گئی ہے۔ سیرت کی اس جلد کے ابواب کے اہم عنوانات یہ ہیں۔ دلائل و معجزات، دلائل و معجزات اور فلسفۂ قدیم و علم کلام، معجزات، دلائل و معجزات اور فلسفہ جدیدہ، امکانِ معجزات، استبعاد معجزات، یقین معجزات، غایت معجزات، لبِ لباب آیات و دلائل اور قرآنِ مجید، آیات و دلائل نبوی کی تفصیل، خصائص النبوۃ، مکالمۂ الٰہی، وحی، نزولِ ملائکہ، مشاہدات و مسموعات، عالم بیداری، اسرا یا معراج، قرآنِ مجید اور معراج، شقِ صدر، آیات و دلائل نبوی، معجزہ قرآن، دیگر آیات و دلائل نبوی قرآن مجید میں، آیات و دلائل نبویہ بروایاتِ صحیحہ، علاماتِ نبوت قبل بعثت، شفائے امراض، استجابت دعا۔ اشیا میں اضافہ، پانی جاری ہونا، اخبارِ غیب یا پیشین گوئی، معجزاتِ نبوی کے متعلق غیر مستند روایات، مشہور عام دلائل و معجزات کی روایتی حیثیت، بشارات، خصائصِ محمدیؐ، خصائصِ ذاتی، اور خصائص نبوی۔

جلد چہارم: سیدؒ صاحب کی سیرت پر یہ دوسری تصنیف ہے جو منصبِ نبوّت پر مشتمل ہے، یہ بھی انہی خطوط پر لکھی گئی جن پر سیرت کی دوسری جلد لکھی گئی، اس میں بھی علامہ شبلی کی ترتیب کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ اس میں منصبِ نبوت کے مختلف پہلوؤں کو شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے، اس کے بڑے بڑے موضوعات یہ ہیں، مقدمہ، منصب نبوّت، شب ظلمت، ظہورِ اسلام کے وقت عرب کی مذہبی و اخلاقی حالت، عربوں کی خصوصیات اور خیر الامم بننے کی اہلیت، صبح سعادت،

---

۵۲ شبلی بحیثیت مورخ، لاہور طبع اوّل، ۱۹۶۸ء ص ۱۳۹

تبلیغ نبوی اور اس کے اصول اور اس کی کامیابی کے اسباب، اسلام یا محمد رسول اللہ کا پیغمبرانہ کام، عقائد، اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، اصولوں پر ایمان، کتبِ الٰہی پر ایمان، پچھلے دن اور پچھلی زندگی پر ایمان، برزخ، آخرت دوسری اور حقیقی منزل، قیامت، جزا اور سزا، دوزخ، جنت، قضا و قدر اور ایمان کے نتائج، سیّد صاحب نے ان تمام پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کا تجزیہ کیا ہے۔

جلد پنجم: سیّد صاحب کی سیرت النبی کی یہ جلد دار المصنفین اعظم گڑھ نے پہلی بار ۱۳۵۴ھ مطابق دسمبر ۱۹۳۵ء میں مولوی مسعود علی ندوی کے اہتمام سے مطبع معارف اعظم گڑھ سے بڑی تقطیع میں شائع کی، یہ جلد ۷ ¾" × ۱۲½" سائز میں سرورق کے علاوہ کل ۳۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ سیرت پر سیّد صاحب کی یہ تیسری تصنیف ہے، یہ جلد منصب نبوّت حصّہ عبادات پر مشتمل ہے، چوتھی جلد بھی منصب نبوّت پر مشتمل تھی مگر اس میں نبوت کی حقیقت اور اس کے لوازم و خصائص پر بحث کی گئی تھی۔ اس جلد میں منصبِ نبوت کو عبادات کے بیان و تشریح پر ختم کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے بڑے بڑے موضوعات عمل صالح، عبادات، نماز، اوقات کی تکمیل، ایک نکتہ، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد، عباداتِ قلبی، تقویٰ، اخلاص، توکل، صبر اور شکر ہیں۔ ان پر انھوں نے بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔

جلد ششم: سیّد صاحب کی یہ کتاب سیرت کے سلسلے کی چھٹی جلد ہے، مگر یہ جلد سیّد صاحب کی سیرت کی چوتھی کتاب ہے۔ کتاب کی اس جلد کا موضوع اخلاق اور فلسفۂ اخلاق ہے، اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مثالی معلم اخلاق ثابت کیا گیا ہے۔ اس میں اسلامی تعلیماتِ اخلاق کا پہلے مذاہب سے بھی موازنہ کیا گیا ہے، اس سلسلے میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کا خاص طور پر ذکر کیا گیا، چونکہ یہ جلد اخلاق سے متعلق ہے۔ اس لیے اس کا زیادہ تر تعلق حقوق العباد سے ہے اس کتاب کے ذیلی موضوعات اخلاق، اخلاقی مثلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز، اسلام کا فلسفۂ اخلاق، اسلام کی اخلاقی تعلیم کا تکمیلی کارنامہ، تعلیمِ اخلاق کے طریقے اور اسلوب و اخلاقی تعلیمات کی قسمیں، حقوق و فرائض، فضائل اخلاق، رذائل، آداب اور حکمتِ ربانی کا چشمۂ نور ہیں، ان تمام موضوعات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

جلد ہفتم :- سیرت کے سلسلے کی یہ ساتویں جلد ہے، اور سیرت پر سیّد صاحب کی پانچویں کتاب ہے سیّد صاحب نے اس کا خاکہ اپنی زندگی میں بنا لیا تھا، اس کے مطابق کچھ ابواب بھی معارف اور دوسرے رسائل میں شائع ہو گئے تھے، مگر ابھی اس کی تکمیل نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ بعد میں ان مباحث اور مضامین و مقالات کو جو سیّد صاحب کے قلم سے اس موضوع پر نکلتے رہے سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن نے جمع کر کے سیرت النبی جلد ہفتم کے نام سے ۱۹۸۰ء میں دارالمصنفین اعظم گڑھ سے کتابی صورت میں شائع کر دیا۔

سیّد صاحب نے اس کتاب کا مقدمہ اپنی زندگی میں ہی شائع کر دیا تھا، جس میں اس کی اہمیت اور موضوع پر روشنی ڈالی تھی، سیرت کی یہ جلد معاملات پر مشتمل ہے، اس میں فکری مسائل اور اصولی نکتے، مسلمانوں کے تمام انسانی کاروبار، معاشرت، مال و دولت اور حکومت کے ضابطوں اور قوانین کا ذکر ہے، مگر سیاسیات اور نظامِ حکومت سے متعلق تفصیلی ذکر نہیں ہے۔ ایک لحاظ سے یہ جلد ادھوری رہ گئی ہے۔ اگر سیّد صاحب اور زندہ رہتے تو سیرت النبی کے تمام پہلوؤں کی تکمیل ہو جاتی۔ اس کتاب میں سیرت سے متعلق مندرجہ ذیل ابواب شامل ہیں۔

(۱) اسلام میں حکومت کی حیثیت و اہمیت (۲) عہدِ نبوی میں نظامِ حکومت (۳) سلطنت اور دین کا تعلق (۴) امتِ مسلمہ کی بعثت (۵) قوتِ عاملہ یا قوتِ آمرہ (۶) حاکمِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

خطباتِ مدراس :- یہ مجموعہ سیّد سلیمان ندوی کے ان آٹھ خطبات کا مجموعہ ہے جو انھوں نے سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر "جنوبی ہند" کی "اسلامی تعلیمی انجمن" کے اہتمام سے شہر مدراس کے انگریزی مدرسوں کے طالب علموں اور عام مسلمانوں کے سامنے لالی ہال (مدراس) میں دیئے تھے۔ یہ خطبات اکتوبر ۱۹۲۵ء سے پہلے ہفتے سے شروع ہو کر نومبر ۱۹۲۵ء کے آخری ہفتے میں ختم ہوئے تھے۔ یہ خطبات سیرتِ نبوی کا نچوڑ ہیں۔ انھیں سیّد صاحب نے بڑی محنت اور ذوق و شوق کے ساتھ لکھا اور وہاں کے مسلمانوں اور غیر مسلموں نے ان خطبوں کو بڑے غور سے سُنا اور نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ ان خطبات میں سیرت کے مختلف موضوعات کو انھوں نے تفصیل سے بیان کیا۔ مدراس کے اردو اور انگریزی اخبارات میں ان کا خلاصہ شائع ہوا،

اور اخبار ہندو اور ڈیلی ایکسپریس مدراس نے اپنے کالم خاص طور پر ان خطبوں کی انگریزی تلخیص کے لیے وقف کر دیے تھے [۳۵] اس کتاب کی تمہید میں سید صاحب نے مدراس کی اسلامی تعلیمی انجمن میں خطبات دینے کی وجوہ بیان کی ہیں -

ان خطبات میں اسلام کی تہذیب و ثقافت کے تمام پہلوؤں کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اشاعت کا مطالبہ اسی دوران میں شروع ہو گیا تھا - ان کے موضوعات یہ ہیں -

۱- انسانیت کی تکمیل صرف انبیا کی سیرتوں سے ہو سکتی ہے -

۲- عالمگیر اور دائمی نمونۂ عمل صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے -

۳- سیرت محمدیؐ کا تاریخی پہلو -

۴- سیرتِ محمدیؐ کا تکمیلی پہلو -

۵- سیرت محمدیؐ کی جامعیت -

۶- سیرت محمدیؐ کی عملیت یا عملی پہلو -

۷- پیغمبر اسلام علیہ السلام کا پیغام -

۸- پیغام محمدیؐ -

رحمت عالم :- یہ کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک مختصر مگر جامع کتاب ہے، سید صاحب نے اسے خاص طور پر کم پڑھے لکھے لوگوں، بچوں، لڑکیوں، عورتوں، طالب علموں اور مصروف لوگوں کے لیے لکھا، اُنھوں نے ان افراد کی ذہنی سطح کو ملحوظِ خاطر رکھ کر اس کتاب میں زبان و بیان کا سادہ انداز اختیار کیا - یہ کتاب بہت پسند کی گئی۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کو دل نشین اسلوب میں معرضِ تحریر میں لایا گیا ہے -

رسولِ اکرم :- سید صاحب کی یہ ایک ریڈیائی تقریر ہے جسے کتابچے کی صورت میں شائع کیا گیا - یہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور ذات و صفات کے بارے میں ہے۔ یہ کتابچہ خاص طور پر بچوں کے لیے ہے تاکہ اسے پڑھ کر ان کے دل میں اسلام اور دین کی محبت جاگزیں ہو سکے اور اسلام کے تہذیبی نقوش قلب کی تہہ میں اتر سکیں -

---

[۳۵] سید سلیمان ندوی: خطبات مدراس طبع سوم، اعظم گڑھ ۱۹۳۶ء، دیباچہ طبع اوّل ص ۲-۱

حیات امام مالکؒ :- سید صاحب کی اس تصنیف سے اردو داں طبقہ پہلی مرتبہ حضرت امام مالکؒ کے سوانح اور کارناموں سے متعارف ہوا - اس میں علوم اسلامیہ اور خاص طور پر فقہ اسلامی کی تاریخ بیان کی گئی ہے - امام مالک کی تعلیم و تربیت، مستند سوانح حیات، حدیث کی پہلی کتاب موطا پر امام مالک کا تعارف، اس پر نقد و تبصرہ، مدینہ منورہ کے فقہا اور تابعین مدینہ کی خصوصیات، تعلیم اور فن حدیث کی ابتدائی تاریخ کی شرح و تفصیل اس میں آگئی ہے -

سیرت عائشہ :- کسی شخص کی زندگی میں اس کی رفیقۂ حیات ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے، اس کے حالات زندگی سے بھی شوہر کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے - اس لحاظ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مرتب کرنے میں آپؐ کی ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہؓ کی حیثیت ایسی ہے جو آپ کی وفات تک ان کے ساتھ رہیں، اور آپؐ کی وفات کے بعد بھی تقریباً پچاس سال تک اسلام کی صاف ستھری تہذیب و ثقافت کی تبلیغ کرتی رہیں - اس لیے ان کی سیرت و سوانح سے رسول اکرم کی سیرت مرتب کرنے میں بہت مدد ملتی ہے - اس کتاب میں حضرت عائشہ کے سوانح حیات، شخصیت و کردار، اخلاق و عادات، فضائل و مناقب، زہد و تقویٰ، فقر و قناعت اور فہم و فراست پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، وہ اپنے زمانے کی بہت بڑی عالمہ تھیں اور انھیں تفسیر، حدیث، فقہ، فتاویٰ تمام دینی علوم میں مہارت حاصل تھی - اس زمانے کے بڑے بڑے صحابہ، محدثین اور ائمہ جب کسی مسئلے کی تہہ تک نہ پہنچ پاتے تو وہ حضرت عائشہ سے استفسار کرتے - ان کے ذریعے دینی علوم کی بہت اشاعت ہوئی، خصوصاً عورتوں سے متعلق بہت سے دینی مسائل انہی سے مروی ہیں، دینی اور مذہبی علوم کے علاوہ اپنے زمانے کے مروجہ علوم - مثلاً شعر و ادب، طب اور تاریخ وغیرہ میں بھی وہ ماہر تھیں - اس کتاب میں اسلام کی ابتدائی تاریخ میں خانہ جنگیوں کے اصل اسباب پر بھی تفصیل سے بحث کی گئی ہے -

خیام :- خیام پر مشرق و مغرب میں بہت کچھ لکھا گیا - عام مصنفین نے خیام کو صرف اس کی رباعیات کی روشنی میں دیکھا ہے اور رند، عیاش، بے دین، بدمست اور شاہد باز کہا گیا ہے - نیز اس کی طرف غلط واقعات منسوب کیے گئے ہیں - سنین کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا اور خیام کو اس کی تصانیف کی ترتیب سے نہیں پرکھا گیا - سید صاحب نے ان غلط قسم کے شکوک و شبہات اور الزامات کو رد کر کے خیام کی

شخصیت سے متعلق حقیقت اور اصلیت واضح کی ہے، ان کی اس کتاب کے مطالعہ سے جو عمر خیام اُبھر کر ہمارے سامنے آتا ہے ۔ وہ اپنے وقت کا ایک عظیم شخص ہے ۔ وہ ریاضی، منطق، ہیئت اور علم نجوم کا بھی ماہر ہے، علوم دینیہ، تصوف، اور فن قرأت سے بھی آشنا ہے ۔ وہ ایک عظیم مفکر اور فلسفی بھی ہے ۔ تمام تذکرہ نگار اس پر متفق ہیں کہ فلسفہ وحکمت میں بوعلی سینا کے بعد اس کا نام آتا ہے ۔ مذہبی لحاظ سے وہ ایک دیندار اور سخت قسم کا توحید پرست ہے ۔ اگر عمر کے کسی حصے میں انسان کی زندگی میں کوئی تزلزل آجائے تو اسے باقی ماندہ اچھی زندگی گزارنے کے بعد بھی وہی کچھ سمجھنا کہاں کا انصاف ہے ۔ سید صاحب نے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں حج بیت اللہ سے نوازا اور اس نے بقیہ زندگی گوشہ نشینی میں بسر کی ۔ سید صاحب نے "خیام کا مسلک ومشرب" کے عنوان سے ایک طویل بحث میں مختلف مکاتب فکر کا جائزہ بھی لیا ہے اور اس سلسلے میں تحریک "اخوان الصفا" کا تذکرہ بھی کیا ہے ۔ خیام کو تفسیر سے بھی شغف تھا ۔

<u>حیات شبلی</u> : سید صاحب کی یہ تصنیف کہنے کو تو علامہ شبلی کی سوانح عمری ہے مگر اس میں برصغیر کے مسلمانوں کی پچاس سالہ علمی، ادبی، سیاسی، تعلیمی، مذہبی، دینی، قومی وملی واقعات کی تاریخ اور اسلام کی تہذیبی اقدار کے نمایاں پہلو بیان کر دیئے گئے ہیں ۔

<u>حکیم الامت کے آثار علمیہ</u> :۔ اس میں مولانا اشرف علی تھانوی کے مختصر حالات زندگی اور اُن کے فیوض و برکات قلم بند کیے گئے ہیں ۔ ان کی اہم تصانیف پر تبصرہ کیا گیا ہے ۔

<u>ارض القرآن جلد اوّل و دوم</u> :۔ سید صاحب کو اس کے لکھنے کی تحریک سیرت النبی کے دیباچے کے طور پر ہوئی تھی جو مولانا شبلی کی فرمائش پر لکھنا شروع کیا تھا، مگر یہ دیباچہ یا مقدمہ اتنا طویل ہو گیا کہ سیرت میں اس کا ضروری حصہ شامل کر دیا گیا اور باقی حصے کو مزید اضافہ کر کے ایک مستقل کتاب کی صورت دے دی گئی ۔ طوالت اتنی بڑھی کہ اس کے بھی دو حصے کرنے پڑے ۔

سرزمین قرآن یعنی عرب کی تاریخ ظہور اسلام کے بعد ہمیں جس طرح روشن نظر آتی ہے ۔ ظہور اسلام سے پہلے بالکل اس کے برعکس تھی، قرآن مجید میں جن قوموں، شخصوں اور نبیوں کے حالات بیان کیے گئے ہیں وہ اوّل تو بہت ہی مختصر ہیں دوسرے اسلام سے پہلے عربوں میں پڑھنے لکھنے اور تصنیف کا رواج نہ ہونے کی وجہ سے ان کی پرانی تاریخ صحیح مرتب نہ ہو سکی بلکہ سید صاحب کا کہنا ہے کہ " ان اقوام، اشخاص اور

اقطاعِ ملک کے تاریخی، سیاسی، قومی، مذہبی اور جغرافیائی حالات کے بیان و تفصیل کی بنیاد مصنفین نے صرف بے احتیاطانہ زبانی روایات پر رکھی ہے۔" ۵۴

اہل یورپ اور مستشرقین نے عربوں کی تاریخ پر تحقیقات شروع کی تو اُنھوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں قدیم یونانی و رومانی سیاحوں، مورخوں اور جغرافیہ نویسوں کے تحریری بیانات، عرب کے آثار قدیمہ اور نقوش و کتبات اور جدید اثری اکتشافات وغیرہ سے جو معلومات حاصل کیں وہ عربوں کی قدیم روایات کے سراسر خلاف تھیں۔ اُنھوں نے قرآن کے مضامین و معلومات کو بھی توڑ مروڑ کر پیش کیا۔

سیّد صاحب کا کہنا ہے کہ اس موقع پر" نہایت ضرورت تھی کہ ہمارے دشمن جن جدید معلومات کو ہماری مخالفت میں صرف کر رہے ہیں۔ ان سے اپنی موافقت کے پہلو پیدا کیے جائیں"۵۵ چنانچہ صحیح صورتِ حال کو منظرِ عام پر لاتے اور واضح کرنے کے لیے، نیز مستشرقین یورپ کے افکار کو از روئے تحقیق رد کرنے کے لیے سید صاحب نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی۔ اس کے دیباچے میں وہ لکھتے ہیں: "اس تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ قدیم و جدید معلومات کی تطبیق کے ساتھ ارض القرآن (عرب) کے حالاتِ مذکورہ کی اس طرح تحقیق کی جائے کہ قرآن مجید کی صداقت اور معترضین کی لغزش علی الاعلان آشکارا ہو جائے"۔ ۵۶

اس مقصد کے لیے سیّد صاحب نے تفسیر، جغرافیہ اور تاریخ اسلامی کی کتابوں کے علاوہ یورپ کی ان جدید تصنیفات کا بھی مطالعہ کیا۔ جن میں عرب کے آثار قدیمہ کی معلومات اور یونانی و رومانی تصنیفات بھی شامل ہیں۔ ان میں قرآن کی ہر جگہ تصدیق ہوتی ہے۔ اُنھوں نے ان کتابوں سے حوالے دے کر مستشرقین یورپ کے اعتراضات کو غلط ثابت کیا ہے اور عرب کی قدیم تاریخ کی تحقیق و تلاش سے صحیح صورتِ حال ثابت کی ہے۔

ارض القرآن کے پہلے حصّے میں قرآن مجید کی تاریخی اور جغرافیائی کیفیت بیان کی گئی ہے، قرآن

---

۵۴ ارض القرآن حصّہ اوّل طبع چہارم، دیباچہ طبع اوّل، اعظم گڑھ، ۱۹۵۵ء ص ۳

۵۵ ایضاً ص۵

۵۶ ایضاً ص۶

میں جن مقامات، آبادیوں اور اقوام و قبائل یعنی عرب کا قدیم جغرافیہ، عاد، ثمود، سبا، اصحاب الایکہ، اصحاب الحجر اور اصحاب الفیل وغیرہ کی جو تاریخ بیان کی گئی ہے۔ سید صاحب نے ثابت کیا ہے کہ ان تمام معلومات اور واقعات کی یونانی، رومی، اسرائیلی لٹریچر اور موجودہ آثارِ قدیمہ کی تحقیقات سے تائید اور تصدیق ہوتی ہے۔

تاریخ ارض القرآن کے دوسرے حصے میں سید صاحب نے قرآن مجید، تورات، یونانی و رومی مصنفین کی کتابوں کے بیانات اور اثری الکتشافات کو پیش نظر رکھ کر بنو ابراہیم کی تاریخ، ظہورِ اسلام سے پہلے عربوں کی تجارت، زبانوں، مذاہب و ادیان اور طریق تمدن پر تفصیل سے بحث کی ہے اور ان تمام پہلوؤں کی تصدیق و توثیق جدید مصنفین اور مستشرقین کی جدید کتابوں سے کی ہے۔

عرب و ہند کے تعلقات: سید صاحب کی یہ تصنیف ان پانچ خطبوں کا مجموعہ ہے جو انھوں نے ۲۲ اور ۲۳ مارچ ۱۹۲۹ء کو ہندوستان اکیڈمی کی دعوت پر دیئے تھے۔ یہ کتاب خالص علمی، تاریخی اور تحقیقی حیثیت کی حامل ہے۔ اس کا مقصدِ تصنیف انگریزوں کی پھیلائی ہوئی ان غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان پائی جاتی ہیں کہ ہندوستان میں اسلام طاقت اور تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور مسلمان حکمرانوں کا مقصد ہندوستان سے دولت سمیٹنا تھا۔

اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ عربوں کے تعلقات تو ہندوستان سے قبل از اسلام بھی قائم تھے، اس کے بعد ان تعلقات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

عربوں کی جہاز رانی:۔ یہ کتاب سید صاحب کے ان چار خطبوں کا مجموعہ ہے جو انھوں نے بمبئی میں دیئے تھے جنھیں سامعین نے بڑی دلچسپی سے سنا تھا۔ ان خطبات کے موضوعات یہ تھے۔

۱۔ زمانۂ جاہلیت اور اسلام میں عربوں کی جہاز رانی، ان کی زبان میں بحری الفاظ کی کثرت، اشعارِ عرب اور قرآن پاک میں بحری سفروں کے حوالے۔

۲۔ عربوں کی دنیا کے سمندروں سے واقفیت اور ان کے بحری سفروں کی انتہائی منزلیں اور بعض بحری اکتشافات۔

۳۔ عربوں کے سامان و آلات جہاز رانی ——— اور

۴۔ عربوں کے بحرِ محیط کو عبور کرنے کی کوششیں اور امریکہ تک پہنچنے کے امکانات۔

کتاب کی تمہید میں بمبئی کی اہمیت اور شہرت کو واضح کیا گیا ہے ، اور بمبئی کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر بندرگاہ تھانہ کو عربوں کا بحری مرکز اور مرجع قرار دیا گیا ہے ۔ اس کے بعد ملک عرب کے قدرتی محل وقوع پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ دُنیا کے بڑے بڑے ملکوں سے عربوں کے تعلقات سمندروں ہی کے ذریعہ سے قائم تھے ۔ جبش جو عربوں کی سب سے بڑی تجارتی منڈی تھی ۔ اس تک رسائی سمندروں ہی کے راستے سے قائم تھی اور عہدِ جاہلیت میں بھی عرب جہاز رانی کے فن میں مکمل مہارت رکھتے تھے ۔ سیّد صاحب نے تمہید کے بعد "لغاتِ عرب" کے تحت ان تمام عربی الفاظ کی تفصیل بیان کر دی ہے ، جو کشتی ، جہاز ، جہاز رانی ، جہاز راں ، بندرگاہوں اور سواحل سے متعلق ہیں ۔

سیرِ افغانستان : یہ سیّد صاحب کا ایک خالص علمی سفر نامہ ہے ۔ سیّد صاحب ، علامہ اقبال اور سر راس مسعود شاہِ افغانستان کی دعوت پر افغانستان گئے ، سیّد صاحب نے وہاں کے تعلیمی اداروں کا معائنہ کیا اور وہاں کے اربابِ اختیار کو مفید علمی مشوروں سے نوازا ۔ افغانستان کی تاریخی عمارات اور آثارِ قدیمہ کی علمی سیر کی اور بعد میں اپنے تاثرات و جذبات قلم بند کیے ۔

یادِ رفتگاں :- اس کتاب میں ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۵۲ء تک کے ۱۳۵ اکابر اور مشاہیر کی وفات پر سیّد صاحب نے اپنے جذبات و تاثرات اور ان کے مختصر مگر جامع حالات اور کارنامے بیان کیے ہیں ۔ نیز اس دور کے مختلف علمی و مذہبی ، قومی ، سیاسی اور تہذیبی و ثقافتی حالات اور تاریخی واقعات قلم بند کیے ہیں جس سے برصغیر کی گزشتہ نصف صدی کی تاریخ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے ۔ ان اوراق کی اہمیت کو سیّد صاحب نے خود بھی بیان کیا ہے ، لکھتے ہیں : " اسلامی تاریخ کا ایک اہم کارنامہ وفیات یعنی ہزاروں لاکھوں بزرگوں ، فاضلوں ، ادیبوں اور ممتاز لوگوں کی وفات کی تاریخ کا تعین ہے ۔"[۵]

خواتینِ اسلام کی بہادری :- سیّد صاحب نے اس تصنیف میں مسلمان عورتوں کی بہادری کا ذکر کیا ہے کہ وہ کس طرح جنگوں میں حصہ لیتی تھیں ، مسلمان عورتوں کی بہادری کے بہت سے واقعات اس میں بیان کیے گئے ہیں ۔ اس میں لکھا ہے کہ اسلام سے پہلے بھی عربوں میں رواج تھا کہ عورتیں جنگ میں حصہ لیتی تھیں ، وہ زخمیوں کی دیکھ بھال کرتی تھیں ، سپاہیوں کو خوراک پہنچاتی تھیں ۔ گھوڑوں کی خدمت

---

۵ سیّد سلیمان ندوی : یادِ رفتگاں ، کراچی ، ۱۹۵۵ء مقدمہ صفحہ

کرتی تھیں، بہادر شوہروں کو آرام پہنچاتی تھیں اور اپنے اسلاف کے تاریخی کارناموں کے رجز یہ اشعار پڑھ کر اُن میں جوش پیدا کرتی تھیں۔ سید صاحب مسلمان عورتوں کی موجودہ حالت کو دیکھ کر افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے اسلاف کی اقدار کو بالکل بھلا دیا ہے۔ مسلمان عورتوں سے متعلق اسلامی تہذیب وثقافت کا یہ ایک نادر مجموعہ ہے۔

ہندوستان میں اسلام کیوں کر پھیلا:۔ سیّد صاحب کی یہ تصنیف خواجہ حسن نظامی نے مرتب کر کے حلقہ "مشائخ" دہلی سے ۱۹۲۷ء میں پہلی بار شائع کی۔ غیر مسلم قومیں مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتی تھیں کہ اسلام دُنیا میں بزور شمشیر پھیلا ہے، سیّد صاحب نے ان کا جواب اس مختصر سی کتاب میں یہ دیا ہے کہ اسلام پر یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسلام کے اصول وضوابط، تعلیم، اخلاق، اُصولِ معاشرت اور امور تہذیب وثقافت ایسے ہیں کہ لوگ خود بخود ان سے متاثر ہو کر اس کی طرف مائل ہو گئے۔

ہندوؤں کی تعلیم مسلمانوں کے عہد میں:۔ سیّد صاحب ایک عالم دین، تاریخ دان اور اعلیٰ پائے کے محقق ہونے کے ساتھ ساتھ تعلیمی مسائل اور ان کے ارتقا میں بھی بہت دلچسپی لیتے تھے۔ یہ تحقیقی مقالہ اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہندوؤں نے تمام علوم وفنون میں سب سے زیادہ ترقی مسلمان حکمرانوں کے عہد میں کی۔ سیّد صاحب کی یہ تصنیف علمی، تحقیقی، تاریخی اور تہذیبی اعتبار سے نہایت اہم ہے۔

مسلمانوں کی آئندہ تعلیم:۔ سیّد صاحب کے دل میں مسلمانوں کا درد تھا، وہ مسلمانوں کو دوسری قوموں سے ہر لحاظ سے بہتر دیکھنا چاہتے تھے، مگر وہ مسلمانوں کے نصابِ تعلیم سے نالاں تھے، اس لیے وہ مسلمانوں کے لیے نصاب تعلیم کی اصلاح کے لیے کوشاں رہے اور مسلمان بچوں کو تعلیم سے رغبت دلانے کی جدوجہد کرتے رہے۔ وہ قوم کے بچوں کو ایسی تعلیم دلوانے کے حق میں تھے جو ان کی زندگی کے قومی وملی مقاصد کی نشاندہی، تلقین اور تفہیم کرے اور ان کے اندر ان مقاصد کے تیقّن کی روح پیدا کر کے اُنھیں ذوق وشوق سے عمل کرنے کی طرف مائل کرے، یہ کتاب سیّد صاحب کے ان نظریات اور تحریکات کی حامل ہے۔

اہل السنۃ والجماعت: اہل السنۃ والجماعت، سیّد صاحب نے یہ کتاب ایک شخص کے استفسار پر لکھی۔ اس میں "اہل السنۃ والجماعت" کے تینوں لفظوں کی اصل اور لغوی اور معنوی مفہوم بڑی وضاحت سے بیان کیے ہیں، نیز مسلمانوں کے مکاتیبِ فکر میں اس ترکیب "اہل السنۃ والجماعت" سے جو غلط فہمیاں

پیدا ہوئی ہیں۔ انھیں حل کرنے کی کوشش کی ہے، اسی طرح "سنت" کے مقابلے میں ایک لفظ "بدعت" کے بھی اس کتاب میں لغوی اور شرعی اصطلاحی معنی متعیّن کیے ہیں۔

بُشریٰ :۔ ۱۹۲۳ء میں عیسائی مشنریوں نے یہ مہم شروع کی تھی کہ "مسلمانوں کا خدا تو "جبار قہار" ہے۔ اس وقت سیّد صاحب نوجوان تھے اور ان کی طبیعت میں عیسائیت کے خلاف مناظرانہ جوش پایا جاتا تھا۔ چنانچہ انھوں نے " محبت الٰہی اور مذہب اسلام" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو معارف اعظم گڑھ جولائی ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا۔ اس میں انھوں نے عیسائیوں کے اعتراض اور غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کو رحمٰن و رحیم ثابت کیا۔ ۱۹۲۴ء میں یہی مضمون موضوع کی اہمیت کے پیش نظر کتابچے کی صورت میں شائع کیا گیا۔

جوازِ عکسی تصاویر کی شرعی بحث :۔ سیّد صاحب کی یہ بتیس (۳۲) صفحات کی تصنیف خواجہ حسن نظامی نے ستمبر ۱۹۲۷ء میں دلّی پرنٹنگ ورکس دہلی سے رسالے کی صورت میں چھپوا کر شائع کی۔ سیّد صاحب نے اس میں تاریخی شواہد سے یہ ثابت کیا ہے کہ کسی بھی نبی کے زمانے میں مجسمہ اور بت سازی کو جائز قرار نہیں دیا گیا، حتیٰ کہ دیواروں اور کپڑے کے پردوں پر بھی تصویریں بنانا ناجائز ہے۔ البتہ چھوٹے بچوں کو کھیلنے کے لیے گڑیاں وغیرہ دے دی جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، مگر انھیں صرف کھیلنے کی نیت سے دی جائیں، پوجا پاٹ کا شائبہ تک دل میں نہیں آنا چاہیے۔ البتہ سیّد صاحب فوٹو گرافی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ انسان کی شناخت کے لیے اور پاسپورٹ وغیرہ کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ فوٹو گرافی میں بھی اگر چہرے کا فوٹو اتارا جائے تو زیادہ بہتر ہے، مگر اس میں بھی یہ خیال پیش نظر رہے کہ فوٹو کو پکڑ کر رونا یا کسی طرح کی عقیدت کا اظہار کرنا ناجائز ہے۔

فلسفۂ ایمان : اس کتابچے میں فلسفۂ ایمان اور اسلام کی تصریح و تشریح قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کی گئی ہے۔

لاہور کا ایک مہندس خاندان (جس نے تاج محل اور لال قلعہ بنایا) :۔ سیّد صاحب کا یہ مقالہ ادارۂ معارف اسلامیہ اجلاس اوّل منعقدہ لاہور مورخہ ۱۵-۱۶ر اپریل ۱۹۳۳ء کی روداد میں شائع ہوا۔ سیّد صاحب نے اس مقالے میں تحقیق و جستجو سے لاہور کے ایک ایسے گم نام خاندان کا کھوج لگایا ہے جس کا نام تاریخوں میں ملتا ہے، مگر ان کے کارناموں کا کوئی پتہ نہیں چلتا، حالانکہ اس خاندان کی بنائی ہوئی عمارتیں

تاج محل آگرہ ، لال قلعہ اور جامع مسجد دہلی آج تک زندۂ جاوید ہیں - یہ گم نام خاندان ہندسی خاندان ہے اور اس خاندان کا وہ شخص جس نے لال قلعہ اور تاج محل آگرہ بنایا ، اس کا پورا نام اور لقب" نادر العصر استاد احمد معمار لاہوری ہے"۔ ۵۸

اسی طرح خدائی حاکمیت ، الحریت فی الاسلام ، اشتراکیت اور اسلام ، حقیقت الحج ، دُنیائے اسلام اور مسئلہ خلافت ، دینِ فطرت ، خلافت عثمانیہ اور دُنیائے اسلام ، بریدِ فرنگ ، مکاتیب سید سلیمان ندوی ، مکتوبِ سلیمانی (جلد اول و دوم بنام مولانا عبدالماجد دریا بادی) وغیرہ - سید صاحب کی بہت سی تحریریں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں جو اسلامی تہذیب و ثقافت کے ایک عظیم ذخیرے کی حیثیت رکھتی ہیں -

---

۵۸ روداد ادارہ معارف اسلامیہ اجلاس اوّل منعقدہ لاہور ۱۵ ، ۱۶ اپریل ۱۹۳۳ ، ص ۴